سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب *
ضبط وترتیب: حافظ محمد سلمان الحق انوار

نعمتیں انعام بھی اور امتحان بھی

اموال واولاد کا فتنہ۔ رزق حلال، کسب حلال میں اعتدال اور اسراف وتبذیر کی مضرتیں

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم ۔ امابعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم يا ايها الذين امنو الا تلهكم اموالكم ولا اولادكم عن ذكر الله ومن يفعل ذالك فا ؤليك هم الخاسرون ۔ وانفقوا مما رزقناكم من قبل ان ياتي احدكم الموت فيقول رب لولا اخرتني الى اجل قريب فاصدق و اكن من الصالحين ولن يوخر الله نفساً اذاجاء اجلها والله خبير بما تعملون ۔ صدق الله العظیم ۔

ترجمہ: اے مومنو! غافل نہ کردیں تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں خسارہ میں اور خرچ کرو جو کچھ ہمارا دیا ہوا ہے اس سے پہلے کہ آ پہنچے تم میں کسی کو موت اور پھر کہے اے رب کیوں مہلت نہ دی مجھ کو، تھوڑی سی مدت کہ میں خیرات کرتا اور ہو جاتا نیک لوگوں میں ۔ اور ہرگز اللہ مہلت نہ دے گا کسی نفس کو جب آپہونچا اس کا وقتِ موت ۔ اور اللہ کو جو کچھ تم کرتے ہو خبر ہے۔ (سورۃ منافقون پارہ ۲۸)

دنیا کی محبت تمام گناہوں کا سرچشمہ:

سورۂ منافقون کی ان آخری آیات میں اللہ جل مجدہٗ مومنوں کی ایک ایسی بیماری کا ذکر فرما رہے ہیں جو کہ تمام گناہوں کا سرچشمہ اور منبع ہے اور بہت کم ایمان کے دعویدار اس مرض سے محفوظ ہیں بس فرق یہی ہے کہ کوئی زیادہ گرفتارِ

* نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مرض ہے اور کوئی کم نیز بیماری سے بچاؤ کا ذکر بھی فرمایا گیا ہے وہ مرض ایسا مرض کہ اس میں مبتلا ہو کر بھی انسان اپنے آپ کو مبتلائے مرض نہیں سمجھتا اور یہ تباہی و ہلاکت کی طرف تیزی سے جانے کا ایک اہم سبب ہے کیونکہ اگر ایک آدمی کسی بیماری میں گرفتار ہونے کے بعد اپنے آپ کو بیمار سمجھے اگر فوراً نہیں تو کبھی تو بیماری کا علاج اور ازالہ کی طرف متوجہ ہو کر اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی تدابیر سوچ لے گا اور جب بیماری میں مبتلا شخص اپنے آپ کو بیمار ہی نہ سمجھے تو آپ سوچیں کہ اس بے وقوف کا انجام کیا ہوگا۔ اپنی تباہی و بربادی کا ذمہ دار خود ہی ہوگا۔ اور وہ تمام گناہوں کی جڑ دنیا کی محبت میں گرفتار ہو کر اللہ کی اطاعت، حضورؐ کی تابعداری اور یاد آخرت سے غافل ہونا ہے۔ اس سورۃ کے ابتداء ہی میں منافقین کا ذکر اور ان کی مذمت اسی لئے فرمائی گئی کہ ان کی گمراہی کی اصل وجہ محبت دنیا اور اس میں کھپ جانا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ اللہ اس کے پیغمبرؐ اور مسلمانوں کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ اسی خطرناک مرض سے اہل ایمان کو بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی کہ انسان کے ایمان کے لئے سب سے زیادہ تباہ کن بات یہ ہے کہ آخرت کو چھوڑ کر دنیا میں مستغرق ہو جائے اور اعلیٰ مقصد کو ترک کر کے ادنیٰ کو اپنے لئے پسند کرے آخرت کے اعلیٰ اور پائیدار ہونے اور دنیا کے حقیر اور فانی ہونے پر قرآن مجید کی کئی آیات اور حضورﷺ کے بے شمار ارشادات واضح دلالت کرتے ہیں۔

مال و اولاد:

آیتِ مبارکہ میں آخرت سے غفلت دلانے والی چیزوں میں صرف مال و اولاد کا ذکر کیا گیا جس کی وجہ یہ کہ بنی آدم اکثر انہی دو اشیاء کی خاطر دین و مذہب سے غافل ہو کر بے دینی کی راہ پر چل پڑتے ہیں ورنہ وہ تمام امور جو انسان کو آخرت سے بے پرواہ بنا کر مادہ پرستی اور بے راہ روی کی طرف لے جائیں اور اللہ کی یاد سے غافل کر دیں مراد ہیں۔ اگر انسان قرآنی آیات اور حضورﷺ کے اقوال کی روشنی میں آخرتؐ اور دنیاوی جاہ و جلال کا موازنہ غور و تدبر سے کر لے تو کبھی دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دیتا۔ دنیا کی زندگی اور اس کے مال و متاع کو تو اللہ نے محض کھیل و تماشہ قرار دیا۔

ارشاد ہے: وما هذه الحيوة الدنيا الا لهو ولعب وان الدار الاخرة لهي الحيوان لو كانوا يعلمون (سورۃ العنکبوت آیت ۶۴)

ترجمہ: اور یہ دنیا کی زندگی تو بس دل بہلانا اور کھیل تماشا ہے اور آخرت کا گھر تو حقیقی زندگی ہے کاش ان کو سمجھ ہوتی۔

انسان کو چاہیے کہ دنیا کی چند روزہ زندگی کو سب کچھ سمجھ کر آخرت کی فکر سے غافل نہ ہو کیونکہ اصلی اور دائمی زندگی آخرت کی ہے۔ دنیا کو نہ بقا ہے اور نہ دوام بلکہ اس کا زوال یقینی ہے۔ دنیا کی زندگی کو کھیل و تماشہ سے تشبیہ دی گئی کہ جس طرح کھیل کود کا تماشا چند لمحوں میں ختم ہو جاتا ہے یہی حال دنیوی زندگی کا بھی ہے۔

دنیا کی حقیقت:

حضور اکرمﷺ نے صحابہؓ کو دنیا کی حقیقت اور حیثیت بتلانے کے لئے انتہائی حکیمانہ اور ناصحانہ انداز میں ایک

دفعہ بکری کے مردہ بچے سے گزرتے ہوئے سوال کیا کہ اس مردہ بچے کو جس کے کان بھی ناقص اور چھوٹے ہیں کون ایک درہم میں لینا چاہے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اس مرے ہوئے بچے کو خرید کر اس سے تو کوئی فائدہ نہیں لیا جاسکتا' اسے کیونکر خریدا جائے' حضورؐ نے دوبارہ ارشاد فرمایا کہ اگر خریدنا ناممکن ہو تو کیا اسے کوئی بلا قیمت لینے کے لئے بھی تیار ہے یا نہیں۔ جواباً انہوں نے کہا کہ اس ناقص اعضاء والے بکر' ے کو اگر زندہ بھی ہوتا تو بے کار ہونے کی وجہ سے کوئی نہ لیتا چہ جائیکہ مردار ہونے کے بعد کوئی اسے حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ رحمۃ للعالمینؐ نے فرمایا بس یہی سمجھانے کیلئے آپ لوگوں کو اس مردہ بچے کے خریدنے اور پھر مفت لینے کی پیشکش کی کہ اللہ کی نظر میں اس دنیا کی حقیقت اس مردار بچے سے بھی زیادہ حقیر اور کم قیمت ہے' بلکہ کوئی قدر و قیمت ہی نہیں۔

ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ اگر اللہ کے نزدیک اس دنیا اور اس کے مال ومتاع کی وقعت مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو اس سے ایک قطرہ بھی حاصل نہ ہوتا۔ مسلمان کے لئے دنیا میں سب سے بہترین نمونہ جس کے مطابق اپنی زندگی بسر کرے۔ حضورؐ ہی کی حیات طیبہ ہے اب ذرا دیکھ لیں کہ حضورﷺ نے دنیا کے عیش وعشرت اور آرام طلبی سے کتنا حصہ حاصل کیا۔ دنیا سے حضورؐ کے لاتعلق رہنے اور بے رغبتی کے لئے عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل شدہ اس ایک واقعہ کو ہم اپنے لئے مشعل راہ اور ضابطہ رشد و ہدایت بنالیں تو آرام وراحت کے لئے ناجائز طریقوں سے دولت کے حصول کی آرزو اور حرص ولالچ کے دروازے بند ہوسکتے ہیں۔

ایک مثال:

عن ابن مسعودؓ ان رسول اللہ ﷺ نام علی حصیرٍ فقام و قد اثر فی جسدہٖ فقال ابن مسعود یا رسول اللہ لو امرتنا ان نبسط لک و نعمل فقال مالی و للدنیا وما انا و الدنیا الا کواکب استظل تحت شجرۃ ثم راح و ترکھا (رواۃ الترمذی و ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پر سوکر اٹھے تو چٹائی کے نشانات آپ کے جسم مبارک پر پڑ چکے تھے ابن مسعودؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ کے لئے نرم بستر ے اور آرام دہ کپڑوں کا انتظام کردیں۔ حضورؐ نے فرمایا مجھ کو اس دنیا کے عیش و آرام سے اور اس دنیا کو مجھ سے کیا تعلق۔ بلکہ میری اور اس دنیا کی مثال تو بس ایسی ہی ہے جیسے کوئی مسافر یا سوار کسی درخت کے نیچے سایہ کی تلاش میں آکر کچھ دیر سایہ کے نیچے سکون وراحت حاصل کرکے پھر چل پڑے اور درخت و سایہ کو اپنی جگہ پر چھوڑ دے۔

جس کے امتی اور عاشق ہونے کے ہم زبانی دعوے کرتے کرتے تھکتے نہیں اس کی تو حالت یہ کہ دنیا کو آخرت کی ضد اور مقابل سمجھ کر اس سے اپنے ہر قسم کے تعلق اور رشتے کی نفی کررہے ہیں اور ہم ہیں کہ دنیا اور اس کے وسائل کو حیات دائمی سمجھ کر اس کے اسباب عیش وعشرت سے ہمارا جی بھرتا ہی نہیں ہم میں سے دنیاوی اعتبار سے متوسط تو کیا کہ

غریب مسلمان بھی اپنے آرام کے لئے نرم ترین گدوں اور بستروں کے بغیر سونے کو آرام ہی نہیں سمجھتا اور ہر ایک گہری سے گہری نیند کا ایسا متلاشی رہتا ہے جیسے اس دنیا میں آمد کا مقصد ہی آرام وخواب ہو۔ قربان جائیے رحمۃ للعالمین ﷺ سے کہ آپؐ نے قابل رشک آدمی اس شخص کو قرار نہیں دیا جو قارون کی طرح دولت وخزانوں کا مالک ہو، جو اقتدار اور حکومت کے بڑے سے بڑے عہدہ پر فائز ہو، جو بے حد حسین وصحت مند ہو، جس کی شہرت کے ڈنکے اطراف عالم میں بج رہے ہوں، روزانہ کے اخبارات ورسائل وذرائع ابلاغ اس کی تشہیر کرتے رہتے ہوں۔ ملازموں اور خادموں کی فوج ظفر موج اس کے آگے پیچھے ہو بے شمار قصیدہ خواں جس کی تعریف میں آسمان وزمین کے قلابے ملا رہے ہوں وارثوں اور پسماندگان کے لئے بنک اور تجوریاں بھری چھوڑ کر زندگی میں حرام وحلال کی تمیز کرنے سے عاری ہو اس کی موت کے بعد مرثیہ خواں اور رونے چیخنے والے لاتعداد ہوں۔ اپنے زمانہ کی لادینی سیاست اور سیاسی میدان کا مکار وعیار سیاستدان ہو۔ بلکہ اس شخص کو حضور نے اپنے برگزیدہ بندوں کی نظروں میں رشک کرنے کے قابل قرار دیا جو کہ ان کے اپنے ارشادات کے مطابق صفات کا حامل ہو جن کا ذکر ابوامامہ سے نقل کردہ اس تفصیلی حدیث میں ہو چکا ہے۔

حضور ﷺ کے دوستوں کا امتیاز

عن ابی امامہ عن النبی ﷺ قال اغبط اولیائی عندی لمومن خفیف الحاذ ذوحظ من الصلوۃ احسن عبادۃ ربہ واطاعہ فی السر وکان غامضافی الناس لایشار الیہ بالا صابع وکان رزقہ کفافا فصبر علی ذلک ثم نفذ بیدہ فقال عجلت منیتۃ قلت بواکیہ قل تراثہ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ حضورؐ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میرے نزدیک میرے دوستوں میں یعنی مومنین میں انتہائی قابل رشک وہ مومن جو سبکسار ہے۔ نماز کی ادائیگی میں اس کا کافی حصہ ہے، اور اپنے رب کی تمام عبادات بہت اچھے انداز سے ادا کرتا ہے جس ظاہری طور پر عبادات ادا کرتا ہے اسی طرح مخفی طور پر بھی اللہ کی اطاعات وعبادات میں مصروف رہتا ہے، لوگوں میں غیر مشہور ہے یعنی لوگوں میں علم وعمل کی وجہ سے شہرت اس کی نہیں بلکہ گمنامی ہی میں اپنے علم وعمل کے ذریعے دین کی خدمت کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ نہیں کیا جاتا اور اس کی زندگی کے اخراجات اور مصارف اس کے حاجات اور ضروریات کے مطابق ہیں۔

یہ فرما کر حضورؐ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کے ذریعہ چٹکی بجائی اور فرمایا کہ اس کی موت بس یونہی اپنا کام جلدی میں مکمل کر دیتی ہے اور اس کی موت پر رونے والی عورتیں بہت کم اور اس کا مال بھی نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔

قابل رشک کون؟

آپ حضرات نے یہ حدیث سن کر اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکنے کے بعد اندازہ کر لیا ہوگا کہ آج معاشرہ

میں ایک فرد کے قابل رشک ہونے کا جو معیار ہماری نظروں میں ہے وہ کیا ہے اور حضورؐ نے جو صفات بتائیں وہ کیا ہیں۔

ہم اپنی زندگی اور بود و باش کو خود ہی اپنے ہاتھوں مشکلات میں ڈال کر ہوسِ دنیا میں مبتلا ہو گئے' ہر کوئی صبح و شام اس مسابقت اور مقابلہ میں مصروف ہے کہ مادی وسائل زیادہ سے زیادہ راتوں رات حاصل کر کے دوسرے سے آگے نکل جائے۔ خواہ اس مسابقت کے لئے ہر قسم کے غیر اخلاقی اور غیر شرعی ذرائع کیوں نہ اختیار کرنے پڑیں۔

اگر ہم خیر القرون دور کے مسلمانوں کے حالات کا مطالعہ کریں تو ہمیں کہیں نظر نہ آئے گا کہ صحابہ کرامؓ نے ایک دوسرے سے مقابلہ' دولت کمانے اور دنیاوی شان و شوکت بڑھانے میں کیا ہو' بلکہ ان کا آپس میں اگر ایک دوسرے سے بڑھ جانے کا مقابلہ ہوا بھی تو صرف اعمال خیر میں۔ ہر صحابی کی خواہش رہتی ہے کہ فلاں نے وہ نیک عمل کیا' جہاد میں اتنا چندہ دیا' اتنی دفعہ جہاد میں شرکت کی۔ میں کیوں نیکیوں میں اس سے پیچھے رہوں' ہر کوئی ایک دوسرے سے مبادرت الی الخیرات اور مسابقت کی کوشش کرتا۔ صحابہ کرامؓ کا نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کے واقعات کئی خطبوں میں آپ سن چکے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ حضورؐ کے قریب ترین ساتھی اور صحابہؓ باوجود اس کے کہ فقر و فاقہ میں مبتلا رہے سر چھپانے کے لئے چھت نہیں بدن ڈھانپنے کے لئے ضروری حد تک لباس سے محروم ہیں۔ کئی کئی دن چند کھجوروں اور پانی کے چند قطروں کے سہارے زندگی کے سانس لینے پر اکتفا کرتے پھر بھی ان کے دل مال و زر کی محبت سے بالکل خالی ہیں اور نہ دنیا کی طرف رغبت۔

اصحاب صفہ

اصحاب صفہ ہی کی مثال لیجئے کہ بقول حضرت ابوہریرۃ' میں نے اصحاب صفہ میں ستر افراد کو دیکھا جن میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ اس کے پاس کوئی چادر ہو اور تہہ بند بھی ہو' یعنی دو کپڑے کا مالک ان میں کوئی بھی نہ تھا۔ اگر کسی کے پاس تہہ بند ہے تو بدن کے اوپر حصہ چھپانے کے لئے چادر نہیں اگر چادر ہے تو تہہ بند سے محروم بلکہ صرف چادر کو اس انداز سے گلے میں ڈالتا کہ بدن کا نچلا حصہ جس کو چھپانا فرض ہے۔ وہ حصہ اور نصف پنڈلیاں ڈھک جائیں' ان صعوبتوں کے ہوتے ہوئے ان کے نزدیک دنیاوی مال و متاع اور جاہ و حشمت کی کوئی قدر و قیمت ہی نہ تھی اسی سوال کا یہی ایک جواب ہے کہ وہ اپنے مرشد و محسن رحمۃ للعالمینؐ کے ارشادات و تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور اپنی جان سے عزیز سمجھنے کو اپنے دین و دنیا کے حقیقی فلاح کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھتے تھے' ان کو یقین تھا کہ حضورؐ کو فقر و فاقہ کی زندگی پر قناعت کرنا کسی مجبوری کے تحت نہ تھا بلکہ اپنے قصد و اختیار کا نتیجہ تھا کیونکہ آپ کو دنیا اور اس کے لذات و عیش و عشرت کے اسباب سے کوئی تعلق اور سروکار ہی نہ تھا بلکہ صرف اس قدر کھانے پر اکتفا کرتے کہ عبادت کے لئے بدن میں قوت رہے' یہی وجہ ہے کہ صحابی محبوب کبریا علیہ ﷺ کے ہر عمل کو اپنے لئے مشعل راہ سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوتے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا جذبہ اطاعت رسولؐ

حضرت ابو ہریرہؓ کا ایک دفعہ ایک مجلس سے گزر ہوا جو ایک دستر خوان پر جس پر بھنی ہوئی بکری پڑی ہوئی تھی کے گرد جمع تھے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو بھی کھانے کی دعوت دی انہوں نے یہ کہہ کر کھانے سے انکار کر دیا کہ آنحضرت ﷺ اس دنیا سے اس حالت میں تشریف لے گئے کہ کبھی جو کی روٹی سے بھی پیٹ نہیں بھرا۔ تو میں کیسے گوارا کروں کہ بھنی بکری جیسی لذیذ غذا سے اپنا پیٹ بھر دوں۔ یہ ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ پر صدق دل سے عمل کرنے کا مظاہرہ۔ اور اسی سنت نبویؐ کو مکمل طور پر اپنانے کا صلہ تھا کہ ہر صحابی اپنی اپنی جگہ آسمان رشد وہدایت کا چمکتا ہوا ستارا بن کر ان کی تابعداری کو دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ اور زینہ قرار دیا گیا۔ صحابہؓ ہر حالت میں آخرت کے نفع ونقصان کو دنیا کے نفع ونقصان پر ترجیح دیتے تھے۔ اور آخرت کے دشوار گزار اور پر خار راستے سے گزرنے کیلئے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ ہلکا کرنے کیلئے ہر وقت فکر مند رہتے۔ اور یہی وہ فکر تھی جو کبھی بھی ان کو دنیا کی طرف راغب اور مائل نہ کر سکا۔

یہ دنیا جس کے حاصل کرنے کے لئے ہم اپنا دین وایمان تک گنوا دیتے ہیں قیمتی زندگی جو رب کے دین کی خدمت اور اس کی عبادت اور اطاعت کے لئے دی وہ بہترین مواقع دنیا کی محبت میں گرفتار ہو کر اس کے حصول کے حیلوں اور اسباب میں لٹا دیتے ہیں اس کے بارے میں رحمۃ للعالمین کی بھی رائے سنئے۔ فرماتے ہیں۔

تین چیزیں جو بارگاہ ایزدی میں مقبول ہیں:

عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال الا ان الدنیا ملعونۃ ملعون مافیہا الا ذکر اللہ وما والاہ و عالم او متعلم (ترمذی)

ابو ہریرہؓ نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، خبردار، دنیا ملعون ہے اور جو اشیاء وامور دنیا میں موجود ہیں وہ بھی ملعون ہیں ماسوائے ذکر اللہ اور خدا کی پسندیدہ چیزیں، عالم دین، دینی طالب یہ وہ چیزیں ہیں جن کو بارگاہ ایزدی میں قبولیت سے نوازا گیا۔

یعنی ایسے تمام اعمال جو انسان کو یاد الٰہی سے غافل کر دیں، دین کے کاموں میں غفلت وسستی اور عبادات و طاعات میں تقصیر کا سبب ہوں مال ودولت، منصب وجاہ جلال اور دنیاوی ترقی وعروج کا بوجھ اپنے کاندھوں پر رکھ کر موت، قبر، منکر نکیر کے سوال وجواب، حشر، نامہ اعمال کا دائیں یا بائیں ہاتھ میں ملنا، حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بارے میں جوابدہی، پل صراط جیسے دشوار ترین مراحل کو بھول جائے یہ تمام اعمال رب العزت کی درگاہ میں غیر مقبول اور مردود ہیں اس کے مقابلہ میں ایسے مشاغل ومصروفیات جو انسان کو اللہ کے ذکر، اعمال صالحہ اور دین کے سیکھنے سکھانے کی طرف راغب و

مائل کردیں وہ امور اللہ کی خوشنودی اور قرب الٰہی کا وسیلہ بنیں، ایسے مشاغل وامور اللہ کی بارگاہ میں محبوب ومقبول ہیں۔

قربان جائیے محسن انسانیتؐ سے کہ جہاں اس نے فقر اور غربت کے مضر اثرات اور نقصانات کی بھی بار بار نشاندہی فرمائی کا د الفقر ان یکون کفرا بعض ناتوان اور ضیعف الاعتقاد مسلمان ناداری وافلاس کے خوف سے کفر تک کو اختیار کر لیتے ہیں وہاں زیادہ زور اس بات پر دیا کہ کم وبیش سارے دینی ومعاشی مفاسد کی جڑ مال ومتاع کی حرص ہے اسی فاسد ذہنیت کا نتیجہ ہوتا ہے کہ انسان تمام عمر مشین کا ایک بے جان پرزہ بن کر مال کمانے اور جمع کرنے میں کھپ کر اپنے آپ کو خدا سے بے نیاز سمجھ بیٹھتا ہے۔ حالانکہ ایسا عمل ودنیا وآخرت دونوں کی تباہی کا باعث ہوتا ہے۔

حضورؐ نے مال ودولت کی فراوانی کو اپنی امت کے لئے بڑا خطرہ اور امتحان قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے:

مال کا فتنہ

عن کعب بن عیاض قال سمعت رسول ﷺ یقول ان لکل امة فتنة و فتنة امتی المال (رواہ الترمذی)

کعب بن عیاض سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے ہر امت کے لئے کوئی نہ کوئی فتنہ وامتحان ہوتا ہے جس میں ان کو مبتلا کر کے ان کو آزمایا جاتا ہے میری امت کے لئے جو آزمائش اور فتنہ ہے وہ مال ودولت ہے اکہ اللہ انہیں کثرت سے مال ودولت دے کر ان کو آزمائے گا کہ دولت کا غرور گھمنڈ ان کو اللہ کے دین پر قائم رہنے دیتا ہے یا ان کے پائے ثبات میں لغزش آتی ہے۔

اس دوسرے واقعہ کو سن کر بھی آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ آنحضرتؐ مال کی کثرت کے مفاسد اور خرابیوں کا بار بار کس انداز میں تنبیہ فرما رہے ہیں۔

ایک موقع پر جزیہ کا کچھ مال بحرین سے لا کر حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ انصار مدینہ مال کے آنے کی خبر سن کر آنحضرتؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ان کی آمد کے مقصد کا جان کر مسکرانے کے بعد فرمایا جو چیز حاصل کرنے کی تمنا آپ لوگ لے کر یہاں آئے ہو وہ تو پوری ہوگی لیکن یاد رکھئے خدا کی قسم میں آپ کے بارے میں فقر فاقہ سے نہیں ڈرتا البتہ یہ خوف مجھے آپ لوگوں کے بارے میں ہے کہ جب تم پر دنیا کی فراوانی اور کشادگی کر دی جائے جیسے پہلے کی امتوں پر کی گئی کہ تم کو اس دنیا کا حرص وطمع اس طرح ہلاک کر دے جس طرح پہلے لوگوں کو تباہ کیا گیا۔

آپ حضرات اب تک کے سارے سلسلہ بیان سے خوب سمجھ چکے ہوں گے کہ انبیاء کے سردار محمد عربیؐ اور اس کے صحابہؓ نے امت کے لیے فقر وقناعت کا اسوہ چھوڑا ہے نہ کہ دولت وامارت اور مال ودولت پر فخر ومباہات کا کہ غزوات سے کامیاب وکامران آنے کے بعد بڑے بڑے جابر ومالدار بادشاہوں کے خزانے مال غنیمت کے طور پر حضورؐ کے

قدموں پر خس خاشاک کی طرح پڑے رہتے مگر اس کے باوجود حضور اقدسؐ دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ پیٹ بھر کر جو کی روٹی بھی کبھی نہیں کھائی بلکہ شمائل ترمذی میں آپؐ کی خوراک وطعام کا پڑھ کر انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے کہ یا اللہ اس دنیا میں کبھی ایسا عظیم انسان بھی پیدا ہوگا جو قناعت وصبر کا ایسا مجسمہ ہوگا جو باوجود اتنے مالی وسائل ہاتھ آنے کے بھی دنیا سے گیا مگر خراب کھجور تک پیٹ بھر کر نہیں کھائے۔ میدہ روٹی دیکھی تک نہیں چھنے ہوئے آٹے کو کھانے کا تصور نہ تھا۔ جو کے پسے ہوئے آٹے کو پھونک دے کر بھوسہ اڑ جاتا۔ باقی ماندہ کو گوندھ کر پکا لیا جاتا۔

ہم بھی حضورؐ کے امتی ہونے کے دعویدار، قیامت میں آپؐ کی شفاعت کے حقدار اور دل و جان سے محمد عربی ﷺ کے محبت اور اتباع کے علمبردار ہونے کا اقرار زبان سے بار بار کرتے ہیں مگر دنیا سے محبت اور اس کے حاصل کرنے کی جائز خواہشات سے ہمارے دل بھرے پڑے رہتے ہیں۔ سوتے جاگتے ایک ہی تصور ہے کہ جیسے تیسے بھی ہو دنیاوی ساز وسامان کی ریل پیل ہو، دولت کے کھیل میں عجیب دوڑ اور مقابلہ شروع ہے ہر ایک دوسرے سے آگے نکلنے کا فکر مند اور دوسرے کو نیچا دکھانے کا خواہش مند ہے اگر کسی نے بنگلہ بنایا، دوسرا اس سے بہتر بنگلہ بنا کر مسابقت حاصل کرنے کا خواہشمند ہے، صرف اسی میں مقابلہ نہیں بلکہ عیش وعشرت اور ہر عیاشی والے آلات واسباب کو حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش میں سب لگے ہوئے ہیں۔ اگر مقابلہ نہیں تو صرف دین کے کاموں میں نہیں۔

<u>الٹی گنگا:</u>

ہمارے ہاں الٹی گنگا بہہ رہی ہے جن اعمال میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنا مذموم قرار دیا گیا اسے ہم نے عین اسلام قرار دیا اور جہاں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی تلقین وترغیب ہے اسے ہم نے بھلا کر نیک اعمال کرنے والے کو بے کار، بے عقل اور اپنے معاشرہ کا عضو معطل سمجھتے ہیں، ہماری اس کج فہمی اور بے راہ روی پر ماسوائے افسوس اور اصلاح احوال کی دعوات کے اور کیا کیا جاسکتا ہے۔

بہر حال تلاوت شدہ آیات کی مناسبت سے آج حب دنیا کی قباحتوں اور اس کے نتیجہ میں پیش آنے والی اخروی، تباہی وہلاکتوں کا مختصر ذکر ہو چکا مگر اس سے کوئی یہ نتیجہ اخذ نہ کرے کہ دنیا کو چھوڑ چھاڑ کر ترک دنیا جو رہبانیۃ کہلاتا ہے کو اختیار کیا جائے اسلام میں ممنوع ہے اسلام میں رزق حلال کے کمانے کی تاکید کے ساتھ مالِ حلال کو جنت کے حاصل کرنے کا ذریعہ بھی قرار دیا گیا جس کی تفصیل میں جانے کے لئے اب وقت نہیں انشاء اللہ اگر زندگی رہی تو آئندہ اس پر بحث ہوگی۔ خالق کائنات ہم کو حب دنیا جو کہ تمام معاصی کی جڑ ہے سے محفوظ فرماویں۔ (امین)